فلاتہ، الشیخ محمد امان جامی، الشیخ عبداللہ الغنیمان وغیرہ شامل ہیں۔

جامعہ اسلامیہ سے مدت ملازمت پوری کرنے کے بعد 1990ء تک جامعہ تعلیمات الاسلامیہ میں پڑھایا۔ صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق رحمۃ اللہ علیہ نے 1980ء میں آپ کو ''اسلامی نظریاتی کونسل'' کا رکن بنایا جس پر 1990ء تک فائز رہے۔ یہاں آپ تقلید وتعصب، جدت پسندی اور بدعت پرستی سے نبرد آزما رہے۔ اسلام آباد میں اسلامک یونیورسٹی کے طلباء، غیر ملکی احباب اور اساتذہ گھر آکر فیض حاصل کرتے تھے۔

آپ کی تصنیفات میں ''انتخابِ حدیث''، ''عظمت حدیث''، ''دین میں غلو''، ''معیاری خاتون''، ''رمضان المبارک'' اور ''دعا'' قابل ذکر ہیں۔ آپ کے علمی مقالات ماہنامہ ''ترجمان القرآن''، ''محدث''، ''چراغ'' جیسے مؤقر مجلات میں چھپتے رہے۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ بلتستانی علماء وطلباء کے ساتھ خصوصی ہمدردی اور شفقت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ جب بھی کراچی تشریف لے جاتے تو شیخ الحدیث عبدالرشید ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے ضرور ''دارالحدیث رحمانیہ'' تشریف لے جاتے۔ باہمی مراسم وتعلقات پرانے اور مخلصانہ تھے، گھنٹوں مصروف گفتگو رہتے۔ جب مولانا ندوی رحمۃ اللہ علیہ بھی دارالحدیث سے نکلے تو جامعہ تعلیمات اسلامیہ سے منسلک ہوئے۔ آپ کے بلتستانی تلامذہ میں مفتی جمعیت اہلحدیث بلتستان مولانا بلال احمد، مدیر مجلہ ''التراث'' مولانا عبدالرشید صدیقی، ناظم جامعہ دارالعلوم بلتستان مولانا عبدالواحد عبداللہ، نائب شیخ الحدیث مولانا محمد حسین آزاد وغیرہ شامل ہیں۔

آپ اعتدال وتوازن، درس وتدریس سے گہرے شغف، حسن ظرافت اور زہد وقناعت کے مرقع تھے۔ آپ جہاں بھی رہے ﴿وجعلني مبارکا أینما کنت﴾ کے مصداق پوری زندگی اسلام اور مسلک حقہ کی ترویج واشاعت میں ہمہ تن مصروف رہے اور دوست آپ کے گرویدہ ہوتے گئے۔ گویا آپ اپنی ذات میں ایک انجمن، ایک عہد اور ایک تحریک تھے۔

ولیس علی اللہ بمستنکر أن یجمع العالم فی واحد

آپ کے باقیات صالحات میں سات صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہے۔ بڑا صاحبزادہ ڈاکٹر صہیب حسن فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ' انگلینڈ میں خدمت دین میں مصروف ہیں۔ ڈاکٹر سہیل حسن بھی جامعہ اسلامیہ سے فارغ التحصیل اور اسلام آباد بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں درس وتدریس پر مأمور ہیں۔ دیگر صاحبزادگان بھی اپنے اپنے شعبوں میں سرگرم عمل ہیں۔

اللہ پاک مرحوم کی بشری لغزشوں سے درگزر فرما کر درجات بلند کرے، بملہ پسماندگان وفیض یافتگان کو صبر ورضا کی توفیق بخشے اور آپ کے اعمال جلیلہ کو صدقہ جاریہ بنائے۔

(اس مضمون کے اختلافی معلومات میں ڈاکٹر صہیب حسن حفظہ اللہ کی تحریر کو ترجیح دی گئی ہے۔ ادارہ)

((۲))

الحاج مولانا خلیل الرحمٰن الباقریؒ

بحیثیت مصنف، مؤرخ اور شاعر

ابواختر بلغاری

مفکرِ ملت مولانا الحاج خلیل الرحمٰن الباقریؒ ایک ہشت پہلو ہیرا تھے۔موصوف زبردست منتظم بھی تھے، مدرس بھی، پرتاثیر واعظ بھی تھے، مصنف ومؤلف بھی، بہترین مؤرخ بھی تھے اور قادر الکلام شاعر بھی۔ان میں سے ہر پہلو اس قدر روشن و تابناک ہے کہ اس پر مفصل مضامین لکھے جاسکتے ہیں۔

مولانا خلیل الرحمٰن صاحب ''دارالعلوم غواڑی'' کے ناظم اعلیٰ رہے، چنانچہ دارالعلوم کی ترقی وخوشحالی اور خدمت میں انہوں نے اپنی حیاتِ طیبہ کے اٹھارہ سال صرف کیے۔ان کا قلم اور دماغ دارالعلوم کے لئے وقف رہا، پورے برصغیر میں دارالعلوم کو متعارف کروایا۔چندہ دہندگان کا ایک وسیع حلقہ بہم پہنچایا۔مقامی سطح پر بھی آفیسران بالا کا اعتماد حاصل کیا، جس سے دارالعلوم کے بعض الجھے ہوئے معاملات کو سلجھانے میں مدد ملی۔علاوہ بریں ''**انجمن اسلامیہ بلتستان**'' کی تگ وتاز میں بھی ایک اہم عنصر یعنی ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے کمال تدبر وخلوص سے حصہ لیا۔

زیرِ نظر مضمون میں الحاجؒ کی تصنیفی، تاریخی اور شاعرانہ خدمات پر تبصرہ مقصود ہے۔استاد محترم عبدالرحیم روزی نے مجلّہ التراث کے شمارہ ۵ اور ۶ میں موصوف کی حیاتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔چونکہ مولانا مرحوم کی شخصیت ہمہ پہلو اور خدمات گوناگوں ہیں، اس لیے ان پر مزید لکھنے کی گنجائش موجود ہے۔الشیخ عبدالرحیم روزی نے آپ کی گرانمایہ تالیفات کی تعداد ۱۸ بتائی ہے، لیکن موصوف کی دو مسودات کی طرف ان کی رسائی نہ ہوسکی:

(۱) ''تبرکات مشاہیر''

اس میں فکرِ آخرت کے موضوع پر بلتستان کے دو چوٹی کے شعراء جناب بوا سلطان علی اور جناب بوا قربان علی کے نادر ونایاب اشعار موجود ہیں۔ساتھ ہی ''سورہ ہائے ہفت منزل'' کے نام سے لائق مؤلف کی ایک نظم اور احکام میراث کے متعلق موصوف کے بیش قیمت اشعار بھی موجود ہیں۔اول الذکر کے آخر میں فرماتے ہیں:

سورہ ہائے ہفت منزل نظم کردم از نثر — آں چناں بندم کہ بنداست درونِ کوزہ بحر
نام ناظم خادمِ قرآں خلیل باقریؒ — طالبِ فضلِ الٰہی، دوست دارِ کوثری

(۲)''شرحِ باقری لقصیدۃ ملک الشعراء بواسلطان علیؒ ''

اس کتاب میں موصوفؒ نے اپنے ہم وطن، محبوب بزرگ ،عظیم شاعر ومصنف جناب بواسلطان علیؒ کے مشہور قصیدہ ''**اے محبانِ محمد مصطفیٰ** ﷺ'' میں مذکور آیات کے حوالہ جات واحادیثِ مبارکہ کی مکمل تخریج فرمائی ہے۔

یہ دونوں مختصر مگر جامع مجموعے حاجی صاحبؒ نے جناب شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید ندوی نور اللہ مرقدہ کی فرمائش پہ مرتب فرمائے تھے۔ ندوی صاحبؒ کے ساتھ موصوف کو بے پناہ محبت تھی۔ چنانچہ حاجی صاحبؒ نے دہلی، کراچی اور فیصل آباد میں ان کے نام بکثرت خطوط ارسال فرمائے، جن میں سے چند خطوط نظم میں بھی ہیں۔

الحاج خلیل الرحمٰن الباقریؒ وہ عظیم بزرگ ہیں، جنہوں نے اللہ پاک کے عطا فرمودہ بیش قیمت اوقات سے پورا پورا فائدہ اٹھایا آپؒ نے عامل بالحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ وقت کے تقاضے کو مدنظر رکھتے ہوئے عظیم المرتبت بزرگ امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے متعلق کتاب ''**تذکرہ شاہِ ہمدانؒ**'' مرتب فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی صاحبؒ فارسی زبان کے لائق مصنف تھے اور اس کتاب سے اس دعوے کی بھی تائید وتصدیق ہوتی ہے کہ آپؒ زبردست مؤرخ بھی تھے۔

مولاناؒ نے صوفیہ کیمونٹی کے اوراد واذکار، عقائد اور معمولات کے متعلق بھی اپنی کتابوں میں کافی معلومات بہم پہنچائی ہیں تاکہ یہ ثقافتی ورثہ بلتستان کے اکثریتی فرقے کی دست درازیوں سے محفوظ رہے اور اس کی شناخت قائم رہے۔ مولانا باقریؒ نے 1971ء میں ''**تذکرہ علماء وصوفیائے بلتستان**'' کے نام سے ایک مسودہ مرتب فرمایا، جس میں علمائے اہل سنت کے پہلو بہ پہلو صوفی الخیال علماء اور زہاد کے حالات وواقعات بھی بیان فرمائے ہیں۔

بلتستان کے علمائے قدیم میں سے کتنے ہی بزرگ ایسے گزرے ہیں، جن کے حالاتِ زندگی تو ایک طرف سنِ ولادت ووفات تک سے لوگ بے خبر تھے۔ تاریخ بلتستان پر حاجی صاحبؒ کا بڑا احسان ہے کہ مستقبل کی اس ضرورت کا احساس کرکے اپنی کتاب میں بہت ساری معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ اس اعتبار سے یہ اپنے موضوع پر بے حد اہم اور بیش قیمت کتاب ہے۔ حاجی صاحبؒ نے مولانا ندوی صاحبؒ کے نام ایک خط میں تحریر فرمایا ہے: ''انہیں اس کتاب کی ترتیب کی طرف حاجی عبدالحمید خاور انسپکٹر آف پولیس نے توجہ دلائی تھی۔''

حاجی صاحب ایک متحرک شخصیت اور بسیار نویس انسان تھے۔ متنوع کتب ورسائل کے علاوہ جماعت اہل حدیث بلتستان اور جامعہ دارالعلوم غواڑی کے سلسلے میں تحریری کاوشیں ان کی یادگار ہیں۔ جامعہ دارالعلوم بلتستان غواڑی کے گوشواروں میں بھی بعض جگہ جامعہ کے متعلق مختصر اور جامع معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ جس طرح حاجی صاحبؒ کی عبقری شخصیت سے دارالعلوم کو فائدہ پہنچا ویسے ہی خود دارالعلوم کے توسط سے بھی آپؒ کو بہت فائدہ پہنچا۔ انہیں تصنیف وتالیف کے لئے

مطلوبہ مراجع دارالعلوم میں ان کو میسر آئے۔ دارالعلوم کی سفارت کے لئے بارہا پنجاب تشریف لے گئے، جس کی وجہ سے وہاں کے اربابِ قلم اور اشاعتی اداروں سے ان کے خوشگوار تعلقات استوار ہوئے اور ان کے ذریعے آپ کی بعض تصنیفات وتالیفات خلعتِ طباعت سے آراستہ ہوئیں۔ ان کتب میں طبقاتِ نوریہ، مسندِ اہل بیتؓ اور پیام رحمت وغیرہ شامل ہیں۔ مسند اہل بیتؓ آپ نے عظیم مترجم مولانا محمد سلیمان کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اردو ترجمے کے ساتھ چھپوائی۔ نیز طبقات نوریہ کا ترجمہ بھی موصوف سے کروایا تھا، اس کے شروع میں مولانا محمد خالد گرجاکھی خلفِ مولانا نور حسین گرجاکھی رحمۃ اللہ علیہ کا بیش قیمت مقدمہ بھی موجود ہے۔ مولانا خلیل الرحمٰنؒ کی کتاب ''صلاة النبی المختارﷺ عن عترته الاطہارؓ'' دارالعلوم کی نظامت سے کئی سال پہلے ثنائی برقی پریس امرتسر میں چھپ گئی تھی، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ تر کتابیں دارالعلوم کی نظامت کے دوران ہی تالیف کیں۔

۲۸ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ کو جامع مسجد سکردو میں شرپسندوں نے جلسہ سیرت کا ڈھونگ رچا کر علمائے اہلسنت کو مدعو کر کے ان پر خون ریز حملہ کیا تھا اور ان محبانِ مصطفیٰ کے خون سے جامع مسجد کشو باغ سکردو لالہ زار بن گئی تھی۔ یہ تاریخ اہلِ حدیث کا ایک جگرخراش واقعہ ہے۔ مولانا الحاج خلیل الرحمٰن الباقریؒ بھی اس سانحے میں مجروح ہوئے تھے اور اس سلسلے میں جو طویل مقدمہ بازی ہوئی اس میں بطور ایک اہم عنصر شامل تھے۔ اس لئے انہوں نے خونِ دل سے بلتی نظم میں اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے، جو ''**ابتلائے خلیل**'' کے نام سے موجود ہے۔ ایک دوست نے راقم سے اس کا بلتی سے اردو میں ترجمہ کروایا تھا، جو اُس کی کتاب ''**عمدۃ البیان در واقعاتِ علمائے بلتستانؒ**'' میں مذکور ہے۔

مولانا الحاج خلیل الرحمٰنؒ ایک عمدہ شاعر بھی تھے۔ چنانچہ علم المیراث، تعارف سورہائے قرآنی اور تاریخی واقعات پر بکثرت اشعار تحریر کیے ہیں۔ یوں تو آپؒ نے عربی، فارسی، اردو اور بلتی چاروں زبانوں میں طبع آزمائی فرمائی ہے، لیکن آپ کے شاعرانہ جوہر زیادہ تر فارسی میں کھلتے ہیں۔ اور آپؒ دیگر تین زبانوں کی نسبت اس میں زیادہ ماہر لگتے ہیں۔ فارسی شاعری میں کہیں زیادہ جوش وخروش اور فصاحت وبلاغت محسوس ہوتی ہے۔ فارسی نظم ''**سورہ ہائے ہفت**'' کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

قل مزمل اے مبلغ عادت شب خیز باش | مدثر را چوں جوانی اندراں معمور باش

تاکہ باشی در قیامت ہم صفِ پیغمبراں | دھر دنیا ہمچو بادِ مرسلات است تیز رواں

ایں نباء را گر تو دانی نازعات نیز مثل آں | در عبس روئے مگردان کور نہ بیند حالِ آں

چوں شود تکویر خورشید آسمان در انفطار | ویل باشد للمطفف حالِ مجرم انتشار

قارعہ قائم شود باشد سما در انشقاق | منکران و بے نمازاں در عذابِ لایطاق